تاج العلماء

مفتی محمد عمر نعیمی

(حیات وخدمات)

افادات

مفتی اطہر نعیمی

اعزازی خطیب آرام باغ مسجد کراچی

باہتمام

علامہ جمیل احمد نعیمی

استاذ الحدیث وناظم تعلیمات دار العلوم نعیمیہ کراچی

مرتب

ڈاکٹر حامد علی

(ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی)

مکتبہ نعیمیہ کراچی

0300-2080345, 0345-2766313

0313-2716622

تاج العلماء
مفتی محمد عمر نعیمی
(حیات وخدمات)

افادات
مفتی محمد اطہر نعیمی
اعزازی خطیب آرام باغ مسجد کراچی

بااہتمام
علامہ جمیل احمد نعیمی
استاذ الحدیث وناظم تعلیمات دار العلوم نعیمیہ

مرتب
ڈاکٹر حامد علی
(ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی)

سعادت نشر واشاعت
مکتبہ نعیمیہ کراچی
0300-2080345 - 0345-2766313
0313-2716622

نام کتاب	......	تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی (حیات وخدمات)
افادات	......	مفتی محمد اطہر نعیمی مدظلہ العالی
باہتمام	......	علامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی مدظلہ العالی
مرتب	......	ڈاکٹر حامد علی
مطبع	......	مکتبہ نعیمیہ کراچی 0300-2080345 - 0313-2716622
طبع ثانی	......	ذوالقعدہ ۱۴۴۰ھ، جولائی ۲۰۱۹
ھدیہ	......	

ملنے کے پتے

لائبریری، دارالعلوم نعیمیہ، بلاک 15، فیڈرل بی ایریا کراچی

021-36324236, 0300-3532440

مکتبہ نعیمیہ، نزد دارالعلوم نعیمیہ گوہرآباد، بلاک 15 فیڈرل بی ایریا کراچی

0300-2080345 - 0313-2716622 - 0345-2766313

فہرست

نمبر شمار		صفحہ نمبر
1	سخن جمیل	05
2	مفتی محمد عمر نعیمی کون؟	06
3	تذکرہ مراد آباد	06
4	نیک باپ کی برکات	07
5	خاندانی پس منظر	07
6	ولادت ونام ونسب	07
7	حلیہ مبارک	08
9	لقب تاج العلماء	08
10	ابتدائی تعلیم	09
11	درسِ نظامی	10
12	دستار بندی کی روداد	10
13	اختصاصِ علم وفن	11
14	شعروشاعری سے دلچسپی	11
15	مشاغل	11
16	کتب وتصانیف	13
17	مشہور تلامذہ	13
18	ایک عجیب واقعہ	14
19	بیعت، اِجازت وخلافت	15

20	اِفتاء نویسی	16
21	امام احمد رضا خان کا اعتماد اور کنز الایمان کی اشاعت	16
22	پاکستان آمد	18
23	صدر الافاضل کا وصال	18
24	جامعہ نعیمیہ مراد آباد کا نظم و نسق	19
25	۱۹۵۳ء کی تحریکِ ختمِ نبوت	22
26	تبلیغی اسفار و زیارتِ حرمین	23
27	سیاسی سرگرمیاں	23
28	خدمت خلق و رفاہی کام	23
29	لباس	23
30	اولاد احفاد	24
31	وصال	25
32	تواریخ و قطعات تاریخِ وصال	26
33	نذرِ عقیدت	28
34	قطعاتِ تاریخی عالم وجیہ	30
35	در صنعتِ صوری و معنوی بتعمیۂ داخلہ	30
36	زبدۂ اولیاء عمر نعیمی	31
37	منقبت	32
38	قطعۂ تاریخ	32

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم۔

سخن جمیل

میرے استاذ گرامی تاج العلماء مفتی اہلسنت مولانا مفتی محمد عمر نعیمی علیہ الرحمۃ کی حیات وخدمات کا مختصر، مستند، جامع اور حسین تذکرہ آپ کے ہاتھوں میں ہے جو آپ کے صاحبزادہ حضرت علامہ مفتی محمد اطہر نعیمی (اعزازی خطیب جامع مسجد آرام باغ کراچی، سابق چیئرمین مرکزی رویت ہلال کمیٹی پاکستان) کے افادات پر مشتمل ہے اور ڈاکٹر حامد علی صاحب (ایم۔اے، پی۔ایچ۔ڈی) کی مضمون نگاری کی مرہون منت ہے۔

یہ تذکرہ حضرت کے 55 ویں سالانہ عرس مبارک کے موقع پر شائع کیا گیا ہے، اس سے پہلے مختلف اہل علم وقلم نے تاج العلماء کی حیات وخدمات پر اپنا علمی وقلمی کردار ادا کرتے ہوئے انہیں خراجِ تحسین پیش کیا ہے، لیکن اس کتابچہ میں حضرت کی حیات وخدمات کے مختلف پہلوؤں پر پہلی بار روشنی ڈالی گئی ہے اور اس میں زیادہ تر معلومات مفتی محمد اطہر نعیمی مدظلہ کی یادداشتوں اور املا پر مبنی ہیں، اس لحاظ سے یہ تحریر مستند اور ماخذ اول ثابت ہوگی اور آنے والے محققین کیلئے رہنمائی کا کام انجام دے گی۔

میں حضرت علامہ مفتی محمد اطہر نعیمی اور ڈاکٹر حامد علی صاحب کو اس علمی کاوش پر مبارک پیش کرتا ہوں اور دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو اور ان کے اہل خانہ کو صحت وعافیت اور سلامتی ایمان کے ساتھ قائم رکھتے ہوئے دین متین کی مزید خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

علامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی مدظلہ العالی
(اُستاذ الحدیث وناظم تعلیمات دار العلوم نعیمیہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مفتی محمد عمر نعیمی کون؟

علماء کرام کے تذکروں پر اب تک بے شمار کُتب ورسائل دنیا کی مختلف زبانوں میں شائع ہو چکے ہیں اور تا حال یہ سلسلہ جاری ہے۔

مفتی ومحدثِ اعظم، تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی اپنے وقت کے 'مفتی ومحدثِ اعظم سندھ' تھے۔ علمِ حدیث کی شمع کو فروزاں رکھنے کے لیے آپ نے ایسے تلامذہ کو تیار کیا، جو آج تک اس فیض کو طلبہ کے سینوں میں منتقل کر رہے ہیں اور ان شاء اللہ یہ سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔ آپ اپنے وقت کے ایک زبردست فقیہ بھی تھے، عوام کے علاوہ علماء کرام بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور مختلف مسائل پر تبادلہ خیال کیا کرتے تھے۔ آپ کو 'تاج العلماء' کے عظیم لقب سے یاد کیا جاتا ہے۔ مفتی محمد عمر نعیمی کا آج تک کوئی جامع تذکرہ مرتب نہیں ہوا، مختصر طور پر اہلِ علم نے آپ کو خراجِ تحسین پیش کرنے کی کوشش ضرور کی ہے۔ اُمید ہے کہ زیرِ نظر تحریر اُن کی حیات وخدمات پر ماخذِ اول ثابت ہو گی اور آنے والے محققین کے لیے رہنمائی کا کام انجام دے گی۔ اللہ تعالیٰ اسے قبول فرمائے۔ (مرتب)

تذکرہ مراد آباد

شہر مراد آباد اپنی تاریخ، ثقافت، صنعت وتجارت کے ساتھ ساتھ 'مردم خیزی' کے اعتبار سے بھی ہندوستان کی تاریخ میں خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ شاہ جہاں کے بیٹے شہزادہ مراد بخش نے اس شہر کو ۱۶۰۰ء میں اتر پردیش میں آباد کیا، یہی وجہ ہے کہ اسے 'مراد آباد' کہا جانے لگا۔ یہ شہر دہلی سے ۱۶۷ کلومیٹر کی مسافت پر دریائے رام گنگا کے کنارے واقع

ہے۔ ہندوستان کے اس خطہ میں عالمِ اسلام کی نابغۂ روزگار ہستیاں پیدا ہوئیں، جنھوں نے دینِ اسلام کی ترویج واشاعت کے بے مثال کام سرنجام دیے۔ ان میں صدر الافاضل، فخر الاماثل مولانا سید نعیم الدین اشرفی مرادآبادی اور تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی کے نام بھی سرِفہرست ہیں۔ بیسویں صدی میں اِن دونوں کی دینِ اسلام کی تبلیغ واشاعت اور قیامِ پاکستان کے حوالہ سے جو خدمات ہیں، وہ ناقابلِ فراموش ہیں۔

نیک باپ کی برکات

تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی کے آباء واجداد میں نیک سیرت واعلیٰ کردار کے حامل افراد کا ذکر ملتا ہے، جو اپنی دیانت، لیاقت اور خاندانی شرافت کی وجہ سے اپنے وقت میں جانے پہچانے جاتے تھے۔ تاج العلماء کی شخصیت میں ان حضرات کی اعلیٰ صفات کی جھلک صاف نظر آتی ہے۔ وجہ یہ سمجھ آتی ہے کہ "نیک باپ" کی برکات اُس کی آنے والی نسلوں کو بھی ملتی ہیں۔

خاندانی پس منظر

مفتی محمد عمر کے والد کا نام محمد صدیق ہے۔ آپ کے والد محمد صدیق اور اکثر بزرگ عمارتی لکڑی کے تاجر تھے اور شہر کے بڑے تاجروں میں شمار کیے جاتے تھے۔ اس دور میں مرادآباد میں عمارتی لکڑی کا بازار دریائے "رام گنگا" کے قریب ہوتا، ایک مرتبہ سیلاب کے سبب عمارتی لکڑی کا بازار دریا بُرد ہو گیا اور یوں آپ کا کاروبار بہت زیادہ متاثر ہوا۔

ولادت ونام ونسب

محمد عمر نعیمی کی ولادت ۲۷ ربیع الآخر ۱۳۱۱ھ، بمطابق ۷ راکتوبر ۱۸۹۳ء بروز منگل مرادآباد (انڈیا) جیسے مردم خیز شہر میں ہوئی۔ نام محمد عمر (نعیمی) بن محمد صدیق ہے۔ آپ کے والد محمد صدیق ۴ رصفر المظفر ۱۳۳۴ھ کو راہیِ ملکِ بقا ہوئے۔ (مفتی محمد اطہر نعیمی فرماتے ہیں:) والد صاحب کے نانا شیخ کرامت علی نے، جو ٹھیکیداری کرتے تھے، نومولود کا

نام سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام نامی سے نسبت اور برکتوں کے حصول کے لیے "محمد" رکھا اور امیر المؤمنین حضرت عمر فاروق اعظم کے ساتھ عقیدت کی وجہ سے عرفیت "عمر" رکھی۔ زمانہ کی روش کے مطابق "محمد عمر" نام ہوا۔

حلیہ مبارک

تاج العلماء درمیانہ قد، کشادہ پیشانی، خوبصورت چہرہ اور صاف رنگت کے حامل افراد میں سے تھے، اللہ تعالیٰ نے انہیں زہد و تقویٰ اور عمدہ اخلاق کا گویا پیکر بنایا تھا، یہی وجہ ہے کہ ہمیشہ سنت نبوی کی پیروی میں پیش پیش رہا کرتے تھے۔

لقب تاج العلماء

آپ کا لقب "تاج العلماء" ہے، اس کی وجہ تسمیہ کے بارے میں مفتی محمد اطہر نعیمی صاحب نے فرمایا: تاج العلماء کی کارکردگی درس و تدریس، السواد الاعظم کی اِدارت، جامعہ نعیمیہ مراد آباد کی انتظامی خدمات، آل انڈیا سُنی کانفرنس میں صدر الافاضل کا نائب ہونے کے سبب کی گئی خدمات، شہر اور دوسرے مقامات پر معاشرتی، دینی خدمات، بزرگوں کی مراد آباد آمد پر پذیرائی، غیر منقسم ہندوستان میں غیر اسلامی تحاریک کا سدِ باب اور ذاتی تقدس، یہ وہ اسباب تھے، جن کے سبب علماء و مشائخ کی نظروں آپ کی قدر و منزلت تھی۔

خود صدر الافاضل آپ کی خوبیوں کے معترف تھے اور ایسے موقع کے منتظر کہ علماء و صلحاء کا مجمع ہو اور مفتی محمد عمر نعیمی کو اس اعزاز سے نوازا جائے، چنانچہ ایک دن مفتی صاحب اور راقم الحروف (محمد اطہر نعیمی) حسبِ معمول نمازِ عصر کے بعد صدر الافاضل کے یہاں موجود تھے، عصر کی نماز کے بعد صدر الافاضل کے یہاں حاضری کی عام اجازت تھی، صدر الافاضل نے حاضرین کی موجودگی میں راقم الحروف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ابا جان سے فرمایا:

''مولانا! اس کی شادی میری زندگی میں کرلیں''۔

صدر الافاضل کا فرمان تاج العلماء کے لیے دنیاوی اُمور میں حرفِ آخر ہوتا تھا، چنانچہ ۱۵ دن کے قلیل عرصہ میں شادی ہوئی، نکاح کی محفل میں اعزہ واقارب کے علاوہ علماء وصلحا بھی شریک تھے۔ خطبۂ نکاح اور ایجاب وقبول کے بعد سہرہ خوانی ہوئی، اس کے بعد صدر الافاضل نے فرمایا: ایک خوشخبری اور علماء وصلحا اور دینی اربابِ علم کی قدردانی اور اپنی خواہش کے مطابق میں مفتی محمد عمر نعیمی کو "تاج العلماء" کا خطاب دیتا ہوں۔

ابتدائی تعلیم

محلہ میں ایک صاحب ٹیوشن پڑھاتے اور ایک چھوٹا سا مکتب بھی کھول رکھا تھا، ان کا نام منشی شمس الدین تھا، پڑھائی کی ابتداء یہیں سے ہوئی۔ تاج العلماء نے قرآن مجید کی تعلیم الحاج حافظ محمد حسین سے حاصل کی۔ آپ نے ابتدائی عربی وفارسی کی کتابیں کس سے پڑھیں، یہ تحقیق سے معلوم نہیں، البتہ مولانا عبدالحکیم شرف قادری نے مولانا نظام الدین صاحب کا ذکر کیا ہے۔ بعد میں آپ کے نانا جناب شیخ کرامت علی صاحب حسنِ عقیدت کی بنا پر ۱۳۲۴ھ/۱۹۰۶ء میں اپنے چودہ سالہ ہونہار نواسے کو لے کر صدر الافاضل سید محمد نعیم الدین مرادآبادی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور منّت کے مطابق صدر الافاضل کی خدمت میں پیش کر دیا۔ صدر الافاضل نے جب اس جوہر قابل شاگرد کو دیکھا تو صرف اپنی شاگردی میں ہی قبول نہیں فرمایا، بلکہ متبنیٰ بھی بنالیا اور مدرسہ میں داخل کرلیا۔

مشہور ہے کہ صدر الافاضل نے آپ کی صلاحیتوں کو جانچنے کے لیے ایک سوال پوچھا۔ آپ اپنی صغرسنی اور حضرت کے رُعب کی وجہ سے اس سوال کا درست جواب نہیں دے سکے، تو صدر الافاضل نے فرمایا:

"کیا یہی تمہارے استاد نے پڑھایا ہے؟"

اس پر صدر الافاضل سے عرض کیا:

"اُستاد نے تو درست پڑھایا ہوگا، لیکن مجھے ہی یاد نہ رہا"۔

یہ جواب سُن کر صدرالافاضل بہت خوش ہوئے۔

تاریخ شاہد ہے کہ اس شاگرد و متبنّیٰ نے بھی حقِ شاگردی بلکہ متبنّیٰ ہونے کا حق ادا کیا اور اُس دن سے صدرالافاضل کے دمِ آخر تک ساتھ نہ چھوڑا۔

درسِ نظامی

عربی (درسِ نظامی) کی ابتدائی/ وسطانی کُتب کے علاوہ طب کی کُتب بھی صدر الافاضل سے پڑھیں اور دستارِ فضیلت بھی صدرالافاضل کے ہاتھوں سے انجام پائی۔ صدر الافاضل نے ۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء میں جب دستارِ فضیلت عطا کی اُس وقت آپ کے ساتھ مرادآباد کے دو طالبِ علم اور بھی تھے، ایک مولوی حکیم سید امیر حسین صاحب اور ایک مولوی شفقت حسین جو بعد میں مولوی حکیم یٰسین شفقت کے نام سے پہچانے جانے لگے، لیکن شفقت صاحب تو مشرقی پنجاب کے ایک اسکول میں اردو اور اسلامیات پڑھانے لگے اور پاکستان آکر لاہور میں آسودۂ خاک ہوئے، جبکہ مولوی امیر حسین صاحب آسودہ حال اور مراد آباد کے زمینداروں میں شامل تھے، زمینداری اور طبابت کرنے لگے تھے وہ بھی پاکستان آکر خیر پور میں انتقال کر گئے۔ صرف تاج العلماء ہی وہ شخصیت تھے، جنہوں نے اپنے نانا کی دینی اُمنگوں کو پورا کیا اور اپنی زندگی خدمتِ دین کے لیے وقف کر دی۔

دستار بندی کی روداد

۱۳۲۹ھ/۱۹۱۱ء میں دستار بندی کے مناظر بڑے پُرشکوہ تھے، کیونکہ اُس وقت اس تقریبِ سعید میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی، اُن کے صاحبزادے حجۃ الاسلام مولانا حامد رضا خاں، ملک العلماء مولانا ظفر الدین بہاری، صدر الشریعہ مولانا محمد امجد علی اعظمی، بزرگوں میں مولانا محمد فاخر اجملی الٰہ آبادی، شاہ عبد المقتدر بدایونی، مولانا محب احمد بدایونی، مولانا عبد الماجد بدایونی، مولانا شاہ سلامت اللہ رامپوری اور مولانا اعجاز حسین رامپوری وغیرہم فخرِ ملت اکابرِ اسلام جلوہ افروز تھے، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں نے دستار

بندی کی رسم ادا کی۔

اختصاصِ علم وفن

دستار بندی کے بعد صدر الافاضل نے اپنے مدرسہ (جامعہ نعیمیہ) میں، جو اُس وقت مدرسہ اہلِ سنت وجماعت کے نام سے موسوم تھا، مدرس مقرر فرمایا۔ اب تک تو آپ اچھے طالب علم تھے، لیکن اب ایک بہترین مدرس بن کر سامنے آئے۔ چند سال عربی (درسِ نظامی) کی ابتدائی کتابیں پڑھائیں پھر حدیث، تفسیر اور فقہ کی کتابیں پڑھانے لگے۔ پھر آخری عمر تک حدیث، تفسیر اور فقہ وغیرہ کی کتابیں پڑھاتے رہے۔ اردو کو مادری زبان ہونے کی وجہ سے خصوصیت حاصل رہی، لیکن فارسی اور عربی زبان میں بھی عبور تھا۔

شعر وشاعری سے دلچسپی

صدر الافاضل اور اُن کے بزرگ چونکہ بہترین نعت گو شاعر تھے، اسی وجہ سے تاج العلماء کو بھی شاعری کا ذوق وشوق تھا، لیکن میں (محمد اطہر نعیمی) نے کبھی اس طرف توجہ نہ کی اور ان کاغذوں کو جمع نہیں کیا ورنہ ایک نہیں کئی مجموعہ کلام بن جاتے۔ تاہم یہ بات واضح کرنا ضروری ہے کہ تاج العلماء نے باقاعدہ اس میں دل چسپی نہ لی، کبھی شعر موزوں ہوا تو لکھا ورنہ نہیں، کیونکہ فرصت ہی نہیں ہوتی تھی۔ لیکن سخن شناس ہونے کے سبب دوسروں کے کلام میں اصلاح کر دیتے تھے۔

مشاغل

مشاغل کے سلسلے میں راقم الحروف صرف یہی لکھ سکتا ہے اور بتا سکتا ہے کہ تاج العلماء نمازِ فجر کے بعد کسی دن ناشتہ کر کے اور کسی دن بغیر ناشتہ کیے، گھر سے صدر الافاضل کے گھر جاتے (یاد رہے کہ گزشتہ دور میں ناشتہ میں ڈبل روٹی اور پراٹھے نہیں ہوتے تھے، بلکہ عام طور پر رات کی بچی ہوئی روٹی، چائے میں بھگو کر کھائی جاتی یا صرف چائے کی ایک پیالی) تھوڑی دیر وہاں بیٹھ کر دن بھر کی مصروفیات مرتب کر کے مدرسہ آتے اور درس

وتدریس میں مشغول ہو جاتے۔

مدرسہ کی چھٹی کے بعد پھر صدر الافاضل کے گھر آتے اور موصولہ خطوط کا جائزہ لے کر گھر آتے۔ یہ مصروفیات اس دور کی ہیں، جو شنیدہ نہیں بلکہ دیدہ ہیں۔ گھر آکر کھانے سے فارغ ہو کر اگر ممکن ہوتا، تو تھوڑی دیر قیلولہ کرتے ورنہ نمازِ ظہر کے بعد پھر مدرسہ آجاتے اور درس وتدریس کے بعد عصر کی نماز مدرسہ کی مسجد میں پڑھ کر صدر الافاضل کے گھر آتے اور مغرب کی نماز پڑھ کر گھر آتے۔ (یاد رہے کہ اُس دور میں ہر چیز میں برکت تھی، اسی طرح وقت میں بھی برکت تھی۔)

کبھی ایسا بھی ہوتا کہ مغرب کی نماز محلہ کی مسجد میں پڑھتے، مغرب کے بعد نمازِ عشاء تک گھر میں رہتے۔ (یہ وہ مصروفیات تھیں، جو صدر الافاضل کی علالت (آپریشن) کے بعد کی ہیں)۔ عشاء کی نماز کے بعد پھر صدر الافاضل کے گھر آکر آل انڈیا سُنی کانفرنس کی مصروفیات دار العلوم کے کاموں، آمدہ خطوط کے جوابات، فتاویٰ اور جس زمانہ میں 'السواد الاعظم' جاری تھا، تو اس کی مصروفیات وغیرہ۔ نیز اُن احباب کی فرمائشیں کہ میرے مضمون کو درست کر دیں، یا میری کتاب پر نظرِ ثانی فرما دیں۔ ان کے علاوہ نعیمی پریس کا انتظام۔ یہ وہ مصروفیات تھیں جو میں نے دیکھیں اور یہ اس لیے لکھ رہا ہوں کہ ہمارے بعض احباب کو یہ اعتراض رہا ہے کہ مفتی محمد عمر نعیمی کا نام مصنفین کی فہرست میں نہیں آتا۔

عزیزانِ گرامی! ایک شخص سے آپ کتنا کام لینا چاہیں گے۔۔! روزانہ یہ سلسلہ دس گیارہ بجے شب تک جاری رہتا۔۔۔!

تاج العلماء 'آل انڈیا سنی کانفرنس' کے نائب ناظم تھے، جن دنوں صدر الافاضل مراد آباد سے باہر ہوتے، تو آپ سنی کانفرنس کے کام بھی انجام دیا کرتے۔ فتنہ ارتداد کے دور میں صدر الافاضل تو تبلیغی دوروں میں اس علاقہ میں تھے، وہاں سے وہ بھی انہیں اور دوسرے مبلغین سے متعلق کام انجام دیتے اور مفتی صاحب مراد آباد سے اُن انتظامی ضروریات کا اہتمام کرتے۔

کتب وتصانیف

جیسا کہ سطورِ بالا میں حضرت تاج العلماء کے مشاغل ومصروفیات ذکر کیے، ان تمام کے باوجود آپ نے بے شمار فتاویٰ، اداریوں اور مضامین کے علاوہ کچھ گراں قدر کُتب ورسائل بھی یادگار چھوڑے ہیں، جن میں

ا۔تفرقۂ اقوام

۲۔مسائلِ رمضان وعید الفطر

۳۔تبصرہ بررسالہ "علمِ غیب اور امداد از اموات"

وغیرہ شامل ہیں۔ان کے علاوہ بے شمار مضامین مختلف رجسٹروں میں تحریر کیے ہیں، جن میں سے اکثر ریڈیو پاکستان پر نشر ہوچکے ہیں۔مناسب وقت پراُن کی اشاعت کا بندوبست بھی کیا جائے گا۔(ان شاءاللہ)

مشہور تلامذہ

صدر الافاضل کے اُس دور تک، جب تک وہ خود باقاعدہ پابندی کے ساتھ پڑھاتے تھے، ان طالب علموں کی تعلیم مشترک تھی، وہ صدر الافاضل کے بھی شاگرد تھے اور تاج العلماء کے بھی۔صدر الافاضل کے درس میں شرکت کے علاوہ دورۂ حدیث کی کتابیں جو پڑھائی جاتی تھیں، اس میں بھی شرکت فرماتے تھے، البتہ سندِ حدیث صدر الافاضل کی ہی ہوتی۔لیکن صدر الافاضل کے انتقال کے بعد جامعہ نعیمیہ مرادآباد کی سند تاج العلماء کی ہوتی۔مثال کے طور پر حضرت علامہ پیر محمد کرم شاہ ازہری نے (بخاری شریف اور بیضاوی شریف صدر الافاضل سے پڑھیں اور) دورۂ حدیث کی بقیہ کتابیں دوسرے طلبہ کے ساتھ تاج العلماء سے پڑھیں، لیکن میں پیر صاحب کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں کہ راقم الحروف (محمد اطہر نعیمی) سے اُن کا رویہ وہی تھا جو ایک استادزادہ کے ساتھ ہوتا ہے۔

صدر الافاضل اپنی گوناگوں مصروفیات کے علاوہ بیماری کے سبب پابندیِ درس ختم

کر دی تھی۔ اس کے ماسوا انہوں نے یہ دیکھ لیا تھا کہ تاج العلماء کی تدریس معیاری ہونے کے علاوہ طلبہ واساتذہ میں ہر دل عزیز بھی ہیں۔

اسی سلسلے میں ایک واقعہ یوں پیش آیا کہ جس سال صدر الافاضل شدید بیمار ہوئے، اُسی سال پیر محمد کرم شاہ ازہری صاحب اپنے پیرومرشد صاحب کا تعارفی خط لے کر مراد آباد تشریف لائے، جس میں صدر الافاضل سے التماس کیا گیا تھا کہ وہ پیر محمد کرم شاہ صاحب کو حدیث، تفسیر وغیرہ کی کُتب پڑھائیں۔ صدر الافاضل نے اُن سے فرمایا:

''مصروفیات اور علالت کے سبب آج کل درس وتدریس کا سلسلہ موقوف ہے، لہٰذا میں آپ کو یہ کُتب نہیں پڑھا سکوں گا''۔

پیر محمد کرم شاہ صاحب نے عرض کیا:

''میں تو اپنے مرشد کا فرستادہ ہوں''۔

چنانچہ صدر الافاضل نے پیر صاحب سیال شریف کی خواہش کے مطابق پیر محمد کرم شاہ صاحب کو پڑھانا منظور فرمالیا۔ اس کے بعد پیر محمد کرم شاہ صاحب دیگر طلبہ کے ساتھ بقیہ کُتب پڑھنے کے لیے باقاعدہ تاج العلماء کے درس میں شریک ہوتے تھے۔

ایک عجیب واقعہ

اسی طرح ایک طالبِ علم جامعہ نعیمیہ (مراد آباد) کی شہرت، صدر الافاضل اور تاج العلماء کے درس وتدریس کی خصوصیت کی شہرت سُن کر مراد آباد آئے۔ تاج العلماء کا ایک منفرد اندازِ تدریس تھا، وہ یہ کہ موقع کی مناسبت سے دورانِ درس بدعقیدہ وبدمذہبوں کے عقائد ونظریات اور اعتراضات کا رَد احسن طریق سے کیا کرتے تھے۔

یہ مذکور طالبِ علم استاد کے اس انداز سے بہت کُڑھتے تھے۔ ایک دن ضبط نہ ہو سکا اور اپنے استاد سے عرض کیا:

''میں تو کتاب پڑھنے کے لیے آیا ہوں!''۔

تاج العلماء نے فرمایا:

''میں ایمان اور کتاب دونوں پڑھاتا ہوں اگر ایمان ہی پختہ نہ ہو تو کیا فائدہ محض کتاب پڑھنے کا''۔

پیر محمد کرم شاہ نے جب یہ فرمان سنا تو اپنے دیگر ساتھیوں سے فرمایا:

''استاد محترم نے بجا فرمایا ہے کیونکہ ایمان، کتاب پر مقدم ہے، ورنہ دنیا میں بہت سے ایسے غیر مسلم بھی ہیں، جو اسلامی کُتب و رسائل صرف اس لیے پڑھتے ہیں کہ اسلام پر اعتراض کر سکیں، اُن کا نقطۂ نظر محض اعتراض کرنا ہوتا ہے۔ ہمارے استادِ محترم کی خصوصیت ہے کہ آپ نہایت مناسب اور خوبصورت انداز میں درست بات ارشاد فرماتے ہیں، جس سے نہ صرف عقیدہ کی درستی ہو جاتی ہے بلکہ ہماری تربیت بھی۔۔۔!''

مفتی محمد اطہر نعیمی فرماتے ہیں کہ میرے کراچی آنے کے بعد جن طلبہ کو تاج العلماء نے سندِ حدیث دی، اُن سب کے بارے میں مجھے زیادہ معلومات نہیں، لیکن ان طلبہ کے زمرے میں مولانا جمیل احمد نعیمی اور مفتی محمد عبداللہ جان نعیمی صاحبان وہ ہیں، جن کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ مفتی محمد عبداللہ جان نعیمی تو انتقال کر گئے لیکن مولانا جمیل احمد نعیمی صاحب اپنی صلاحیتوں سے استاد کا نام روشن کر رہے ہیں، اسی طرح مفتی محمد عبداللہ کے صاحب زادے مفتی محمد جان نعیمی اپنے والد کی طرح سلسلۂ نعیمیہ کے فیض کو جاری کیے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ صحت و عافیت کے ساتھ عمر میں برکت دے۔

بیعت، اِجازت و خلافت

تاج العلماء، صدر الافاضل کے شیخ ثانی حضرت شاہ علی حسین معروف بہ اشرفی میاں سے ۱۳۲۵ھ/ ۱۹۰۷ء میں بیعت ہوئے اور ۱۳۳۸ھ/ 1919ء میں اجازت و خلافت سے سرفراز کیے گئے۔ لیکن اپنے شیخ کی ہدایات کے مطابق نہ تو چلہ کشی کی، نہ وظائف پڑھنے کو وقت ملا، بلکہ خود اشرفی میاں فرمایا کرتے:

"مولانا! آپ کے لیے حدیث و تفسیر کا درس ہی روحانی اقدار کی سربلندی کے

لیے کافی ہے"۔

البتہ صدر الافاضل نے شیخ الکل حضرت مولانا محمد گل صاحب سے بھی کسب فیض کیا تھا۔ایک ضروری بات یہ کہ تاج العلماء نے اشرفی میاں سے جو اجازت، رشد وہدایت اور خلافت کا خرقہ پہنا پھر اسی کو مضبوطی سے تھامے رکھا اور اسی کے فیض کو عام کیا، اس لیے کہ وہ یک در گیر محکم گیر کے قائل تھے۔اسی لیے اپنے شیخ کے علاوہ کسی اور بزرگ کی طرف رجوع نہ کیا۔

اِفتاءنویسی

مرادآباد میں آپ نے جو فتاویٰ تحریر کیے وہ جامعہ نعیمیہ کے فتاویٰ کے رجسٹر میں مندرج ہیں، (یہ رجسٹر ناگریز وجوہ کی بنا پر دستیاب نہ ہوسکے)۔

امام احمد رضا خان کا اعتماد اور کنز الایمان کی اشاعت

امام اہلسنت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی کو تاج العلماء مفتی محمد عمر نعیمی پر اتنا اعتماد تھا کہ کنز الایمان کی طباعت کی ذمہ داریاں انہیں کے سپرد کیں، یہی وجہ ہے کہ اردو ترجمۂ قرآن کنز الایمان کے ساتھ صدر الافاضل کے معرکۃ الآراء تفسیری حواشی بنام خزائن العرفان کو پہلی مرتبہ ایک ساتھ شائع کروانے کا سہرہ بھی تاج العلماء کے سر سجا۔

چنانچہ کنز الایمان کی اشاعت سے متعلق ایک سوال کے جواب میں مفتی محمد اطہر نعیمی فرماتے ہیں:

"ابا جان (مفتی محمد عمر نعیمی) نے بتایا کہ کنز الایمان کا پہلا ایڈیشن نعیمی پریس مراد آباد سے شائع ہوا تھا۔واقعہ کچھ یوں ہے کہ ابا جان کتابت کے تین نمونے ساتھ لیکر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور یہ نمونے اُنہیں دکھائے، معیار کے اعتبار سے پہلے نمبر والا خدمت میں پیش کیا تو اعلیٰ حضرت نے پوچھا:

اس کے کاتب کا عقیدہ کیا ہے؟

ابا جان نے بتایا کہ یہ اثنا عشری ہے۔

پھر دوسرا پیش کیا، تو اعلیٰ حضرت نے وہی سوال پوچھا:

اس کا عقیدہ کیا ہے؟ ابا جان نے بتایا کہ یہ دیوبندی ہے۔

اور تیسرے کاتب کے عقیدے کے بارے میں پوچھا، تو ابا جان نے بتایا کہ یہ پختہ سُنی ہے۔

اعلیٰ حضرت نے فرمایا: اسی سُنی سے کتابت کروائی جائے۔

لہٰذا اُسی کاتب سے کنز الایمان کی کتابت کروائی گئی۔ یہ اعلیٰ حضرت کا تقویٰ تھا کہ معیار کے اعتبار سے تیسرے درجے والے کاتب سے کتابت صرف اس لیے کروائی کہ وہ سُنی تھا اور بد عقیدہ سے نہیں کروائی"۔

مفتی محمد اطہر نعیمی مزید فرماتے ہیں:

"ہمیں یہ بات اُنہی کاتب ارشاد علی مرحوم نے بتائی تھی، کہ میں اُن خوش قسمت لوگوں میں سے ہوں، جنھوں نے اعلیٰ حضرت کے کنز الایمان کی کتابت کی تھی۔ ہوا کچھ یوں کہ کنز الایمان کے وہ کاتب یہاں کراچی میں گجر نالہ (لیاقت آباد) کے پاس آکر آباد ہو گئے تھے، انہوں نے ہی یہ سارا واقعہ بتایا۔ پھر ہمیں کُرید ہوئی تو ہم نے ابا جان سے اس بارے میں پوچھا، تو ابا جان نے اس واقعہ کی تصدیق فرمائی۔

کنز الایمان کے پہلے ایڈیشن سے متعلق پوری طرح یاد نہیں، البتہ دوسرا ایڈیشن جس کے ساتھ خزائن العرفان کا حاشیہ شائع کیا گیا تھا وہ میرے پاس تھا (اب ایک اور نسخہ دستیاب ہو گیا ہے)۔ ایک صاحب مجھ سے چھاپنے کے لیے لے کر بھی گئے تھے تاہم کچھ نہیں کیا اور واپس اس طرح کیا کہ اُس میں سے کچھ صفحات غائب تھے۔ (ایک عجیب بات یہ بھی ہے کہ کنز الایمان کی اشاعت کے ذکر میں کہیں بھی ابا جان یا کاتب وغیرہ کا ذکر نہیں ملتا ہے، وجہ کیا ہے۔۔۔؟ واللہ تعالیٰ اعلم")۔

پاکستان آمد

۱۴؍ اگست ۱۹۴۷ء کے بعد برصغیر میں جو واقعات پیش آئے، وہ تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں، سرکاری ملازمین میں کچھ وہ تھے، کہ جب اُنہیں پاکستان میں ملازمتیں میسر آئیں، تو وہ پاکستان آ گئے، لیکن جب حالات خراب ہوئے، کشت و خون کا بازار لگ گیا اور عوام نے بھی پاکستان کا رخ کیا اور بہت سے وہ تھے، جنھوں نے ہندوستان ہی میں رہنے کو ترجیح دی۔ ہندوستان کے بعض رہنماؤں نے کہا کہ ہمارا مقصد، جس کے لیے آزادی حاصل کی تھی، وہ پورا ہو گیا ہے۔ چنانچہ جب صدر الافاضل سے پاکستان جانے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: 'مقصد، حصولِ آزادی تھا، وہ پورا ہو گیا، اکثریتی والے صوبوں کو آزادی مبارک۔۔ تفصیلات سے قطعِ نظر جب مسلمانوں کو ہندوستان میں رہنا ممکن نہ رہا، تو لوگ جوق در جوق پاکستان آنے لگے۔

تاہم اُصولوں کی زندگی پر عمل پیرا لوگوں نے ہندوستان چھوڑنا گوارا نہ کیا اور اس کے علاوہ یہ بھی ناممکن تھا کہ اقلیتی صوبوں کے سب مسلمان ہندوستان سے ترکِ وطن کریں۔ چنانچہ صدر الافاضل اور اُن کے معتقدین و متوسلین ہندوستان میں رہے۔

چونکہ آل انڈیا سنی کانفرنس نے تحریکِ پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا تھا اور اُس کا مقصد بھی پورا ہو گیا تھا، نیز ہندوستان میں مسلمانوں کی معاشرتی اور تبلیغی سرگرمیاں ممکن نہ رہی تھیں، اس لیے آل انڈیا سنی کانفرنس کی سرگرمیاں بھی جاری نہ رہ سکیں۔

مفتی محمد عمر نعیمی صاحب ۱۲؍ مئی ۱۹۴۸ء کو صدر الافاضل کے ساتھ براستہ لاہور پاکستان کے دورے پر تشریف لائے۔ یہ دورہ مختصر مدت کے لیے تھا، دورہ کے بعد یہ دونوں حضرات ۸؍ جون ۱۹۴۸ء کو واپس ہندوستان روانہ ہو گئے۔

صدر الافاضل کا وصال

دورانِ سفر ہی صدر الافاضل بیمار ہو گئے تھے، تاہم واپسی کے کچھ دنوں بعد سخت

علیل ہو گئے، جس نے تاج العلماء کو نہایت مصروف کر دیا اور آپ خود ضیق النفس یعنی دمہ کی بیماری میں مبتلا ہو گئے، تاہم صدر الافاضل کی بیماری نے اپنی بیماری کو بھلا کر رکھ دیا تھا۔ ایسے میں آپ کی مصروفیات میں ایک اور اضافہ ہو گیا کہ جو لوگ صدر الافاضل سے بیعت ہونے آتے تھے، آپ اُن سے صدر الافاضل کی طرف سے بیعت لیا کرتے تھے۔

صدر الافاضل نے پیر کے دن ۱۹/ذو الحجہ ۱۳۶۷ھ مطابق ۲۳/اکتوبر ۱۹۴۸ء، رات بارہ بج کر پچیس منٹ پر سفر آخرت فرمایا اور دوسرے دن ۳ بجے دن آپ کو جامعہ نعیمیہ مراد آباد میں مسجد کے قریب دفن کیا گیا۔ صاحبزادگان کی موجودگی کے باوجود آپ کی نماز جنازہ تاج العلماء نے پڑھائی۔ نیز بعد میں صدر الافاضل کی نیابت کے فرائض بھی انجام دیتے رہے۔

یہاں یہ بات لکھنے پر مجبور ہوں کہ مراد آباد کے بعض لوگ تحریکِ پاکستان کے مخالف ہونے کے باوجود پاکستان آگئے تھے، ایسے لوگوں کے نام میں نے قصداً نہیں لکھے ہیں۔صدر الافاضل کے انتقال کے بعد اکثریتی فرقہ والوں اور قوم پرست قوتوں کو کھیل کھیلنے کا موقع مل گیا اور وہ لوگ جو دو قومی نظریے کے حامل تھے، مصیبتوں کا شکار ہونے لگے۔ انہی میں تاج العلماء بھی تھے، آپ کو دو محاذوں کا سامنا تھا، سیاسی محاذ (نائب ناظم آل انڈیا سنی کانفرنس) اور دوسرے وہ لوگ جو مفادات کی خاطر تاج العلماء سے کدر رکھتے تھے، وہ لوگ پس پردہ مخالفت پر آگئے، لیکن تاج العلماء کی امانت، صداقت اور خلوص کا مقابلہ نہ کر سکے۔

جامعہ نعیمیہ مراد آباد کا نظم ونسق

صدر الافاضل کی علالت کے دوران اور انتقال کے بعد بھی جامعہ نعیمیہ مراد آباد کا نظم ونسق پوری طرح آپ کے زیرِ انتظام رہا، اس کے علاوہ معاشرتی سرگرمیوں کے سلسلہ میں مسلمانوں کی ضروریات کو بھی سنبھالا، اس موقع پر مجھے یہ شعر یاد آ رہا ہے:

من از بے گانگاں ہر گز نہ نالم
کہ با من ہر چہ کرد آں آشنا کرد

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ تاج العلماء نہ تو مالدار تھے، (نہ اَپر مڈل کلاس) بلکہ صرف سفید پوش تھے۔ جامعہ نعیمیہ سے جو مشاہرہ ملتا تھا، وہ اخراجات کے سلسلہ میں ناکافی تھا لیکن صدقِ نیت اور رزق میں برکت شامل حال رہی۔ ماہنامہ السواد الاعظم کو چلاتے رہے، لیکن حالات سے مجبور ہو کر اس کو بھی بند کرنا پڑا تھا۔ نعیمی پریس بھی بند ہو چکا تھا۔

تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی جامعہ نعیمیہ کی مصروفیات کی وجہ سے نہ تھا، اس کے علاوہ تادم مرگ لوگوں کی تصانیف پر نظر ثانی سے فرصت ہی نہیں ملتی تھی۔ یاد رہے کہ اس کام کا کوئی معاوضہ نہیں ہوتا تھا۔

(مفتی محمد اطہر نعیمی صاحب نے ضمناً یہ فرمایا کہ) ۲۹ رذی الحجہ ۱۳۶۹ھ مطابق ۱۴ راکتوبر ۱۹۵۰ء کو والدہ صاحبہ مع اہلِ خانہ اور چند دیگر رشتہ داروں کے مراد آباد سے پاکستان کے لیے روانہ ہوئیں۔ پہلے پہل لاہور آئیں اور پھر کچھ دن قیام کے بعد ۶ رنومبر ۱۹۵۰ء کو کراچی پہنچیں۔

مذکورہ بالا ناگفتہ بہ حالات اور علالت کے باوجود تاج العلماء جون ۱۹۵۱ء تک مراد آباد میں ہی رہے۔ وہاں سے بغداد شریف حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کی بارگاہ میں حاضری کے لیے سفر پر روانہ ہوئے، یہ سفر بمبئی کے راستہ سے نہیں، بلکہ براستہ کراچی ہونا تھا، جو چند دنوں پر مشتمل تھا۔ مراد آباد (انڈیا) سے دوبارہ پاکستان ۵ رجون ۱۹۵۱ء کو روانہ ہوئے اور ۸ رجون ۱۹۵۱ء مطابق ۲ ررمضان المبارک ۱۳۷۰ھ کراچی آمد ہوئی۔

یہاں قیام کے دوران ہندوستان اور پاکستان کے تعلقات میں کشیدگی ہونے لگی، وجہ یہ تھی کہ وزیرِ اعظم پاکستان لیاقت علی خاں نے ہندوستانی وزیرِ اعظم کو مُکا دکھایا تھا۔ لہٰذا تاج العلماء کو کراچی میں قیام طویل کرنا پڑا، نیز بغداد شریف کا سفر بھی مؤخر کرنا پڑا، اس لیے

کہ بغداد شریف میں مختصر قیام کے بعد دوبارہ ہندوستان جانا تھا۔

یہاں کراچی میں اعزہ واقربا کے علاوہ مبلغ اسلام شاہ عبد العلیم صاحب کا مشورہ اور اصرار تھا کہ آپ یہیں قیام کریں، شاہ صاحب نے فرمایا:

''مولانا نعیمی صاحب! آپ کا کراچی میں قیام، گھر والوں کے لیے نعمت تو ہے، لیکن میرے لیے بھی باعثِ اطمینان، میرا ارادہ ہے کہ کراچی میں دار العلوم قائم کروں، تاہم اپنی حسبِ منشا، میں کسی شخصیت کی تلاش میں تھا، اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا کہ آپ تشریف لے آئے۔ میں اکثر وبیشتر پاکستان سے باہر رہتا ہوں، میرے لیے دار العلوم کی نگرانی ممکن نہیں''۔

چنانچہ مولانا عبد العلیم صدیقی کے اِصرار سے تاج العلماء کو پاکستان کی نیشنلٹی مل گئی، البتہ مولانا عبد العلیم کو ہنگامی طور پر بیرونِ ملک سفر درپیش ہوا اور یہ منصوبہ شرمندۂ تعبیر نہ ہوسکا۔

یہاں یہ بات لکھتے ہوئے ڈر سا معلوم ہوتا ہے کہ تاج العلماء کے کراچی قیام سے بہت سوں کو خوشی ہوئی، تو وہاں بعض ایسے بھی تھے کہ اس قیام سے اُن کی سیادت وقیادت متاثر ہونے لگی۔ تاج العلماء کو کراچی میں قیام کے دوران یہاں کی آب وہوا موافق نہ آئی اور ضیق النفس (دمہ) مزاحم ہونے لگا۔ یہاں آپ کو مناسب مصروفیت درکار تھی اور اس کے علاوہ بود وباش کے لیے مناسب مکان کی احتیاج بھی۔ آپ کے اہلِ خانہ پہلے ہی پاکستان آچکے تھے اور کراچی میں ایک فلیٹ میں قیام پذیر تھے، جو تیسری منزل پر دو چھوٹے کمروں پر مشتمل تھا، تاج العلماء سے ملنے آنے والوں کے لیے بیٹھنے کی کوئی مناسب جگہ نہ تھی اور مہمانوں کی آمد پر اُن کی پذیرائی حسبِ عادت نہ ہونے پر بہت احساس دلاتی تھی، یہاں پہلے ہی دس نفوس رہا کرتے تھے۔

اس صورتِ حال کو سمجھتے ہوئے حاجی عبد المجید، جو بمبئی میں ہوتے تھے، انہوں نے آپ کے لیے ایک کمرہ کا انتظام کیا۔ تاج العلماء صبح سے دوپہر تک وہاں بیٹھتے تھے۔

جب تشنگانِ علم کو یہ پتا چلا تو انہوں نے پڑھنے آنا شروع کر دیا، یوں آپ کو بھی مصروفیت مل گئی اور اس کمرہ نے باقاعدہ ایک مدرسہ کی شکل اختیار کر لی۔ ان پڑھنے آنے والوں میں سابق صدر پاکستان ممنون حسین، اُن کے بھائی اختر حسین، مولانا جمیل احمد نعیمی مدظلہ اور مفتی عبداللہ مرحوم وغیرہ شامل ہیں۔ حالات کی ناسازگاری اور اپنی علالت کے سبب تاج العلماء کوئی شایانِ شان مدرسہ نہیں بنا سکے۔

فلیٹ کی تیسری منزل پر ہونے کے سبب آنت کی شکایت (اپنڈکس) ہوئی، ڈاکٹر نے مشورہ دیا کہ گراؤنڈ فلور پر رہائش اختیار کی جائے، چنانچہ تلاش شروع ہوئی، لیکن حسبِ منشا کوئی جگہ دستیاب نہ ہوئی۔ (مولانا محمد اطہر نعیمی فرماتے ہیں کہ) میں نے سرکاری اسکیم کے ذریعہ قسطوں پر ایک جگہ ناظم نمبر ۴ میں الاٹ کرالی تھی، تاج العلماء اپنے اہل وعیال کے ساتھ اُس فلیٹ میں رہتے ہوئے تقریباً تین سال تک مسلسل تحریر، تقریر اور تدریس کے ذریعے دینِ اسلام کی ترویج واشاعت کا کام بحسن وخوبی ادا کرتے رہے۔

تین سال کے بعد ناظم آباد نمبر ۴ میں لی گئی جگہ پر مکان کی تعمیر شروع ہوئی، یہ کام یکم مارچ ۱۹۵۶ء کو شروع ہوا، جو حالات کے سبب تقریباً آٹھ ماہ تک بقدرِ ضرورت جاری رہا۔ تعمیر مکمل ہونے کے بعد تاج العلماء اپنے اہل وعیال کے ساتھ ۲۴ ربیع الآخر ۱۳۷۶ھ مطابق ۲۸ نومبر ۱۹۵۶ء کو اس مکان میں منتقل ہوئے۔ یہاں آپ نے دیگر اُمور کی انجام دہی کے ساتھ اپنے بچوں کی شادیوں کا بندوبست بھی کیا۔ اس دوران جامع مسجد آرام باغ، جو اُس تعمیر نہ ہوئی تھی، میں خطابت شروع کی۔ کچھ دنوں بعد عالیشان مسجد کی تعمیر ہوئی۔ یہ سلسلۂ خطابت ملازمت نہ تھا بلکہ یہ سلسلہ اعزازی تھا، جو دمِ آخر تک جاری رہا۔

۱۹۵۳ء کی تحریکِ ختمِ نبوت

۱۹۵۳ء میں جب تحریکِ ختمِ نبوت اپنے عروج پر تھی، دیگر علماء اہلسنت کی طرح تاج العلماء نے بھی اس میں بھرپور حصہ لیا اور اپنی تحریر وتقریر کے ذریعہ سے اسے خوب پھیلایا۔ اس سلسلے میں علماء اہلسنت نے حکومتی ظلم وجبر کی پرواہ کیے بغیر اس تحریک کو جاری

رکھا، کئی علماء ومشائخ کو قید وبند کی صعوبتوں اور دیگر مشکلات وتکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ سیفٹی ایکٹ کے تحت تاج العلماء کو بھی ۱۶/مارچ ۱۹۵۳ء کو تحریکی کارکن ہونے کی پاداش میں گرفتار کرلیا گیا اور تقریباً چوبیس دنوں کے بعد ۲۵/رجب المرجب ۱۳۷۲ھ مطابق ۲۰/اپریل ۱۹۵۳ء کو رہا کیا گیا۔ اِن اسیروں میں مفتی مظفر احمد صاحب (ڈاکٹر مسعود احمد مرحوم کے برادر) بھی شامل تھے۔

تبلیغی اسفار وزیارتِ حرمین

تقسیم ہند سے قبل اور بعد تبلیغی سفر تو بہت کیے، لیکن بیرونِ ملک سفرِ حرمین شریفین دو ہی مرتبہ ہوا اور بغداد شریف کا سفر ایک مرتبہ۔

سیاسی سرگرمیاں

سیاسی سرگرمیوں کے بارے میں صرف اتنا ہی کافی ہے کہ تحریکِ آزادیِ پاکستان کے سلسلہ میں سُنی کانفرنس کے پلیٹ فارم سے بھرپور حصہ لیا۔ اس کے علاوہ سُنی کانفرنس کے نائب ناظم ہونے کی وجہ سے شدھی اور تحریکِ خلافت وغیرہ میں کبھی کھلے عام اور زیادہ تر خاموش کارکن کی حیثیت سے سرگرمیاں جاری رکھیں (میں نے یہ جملہ اس لیے کہا ہے کہ اُن کے سیاسی دشمن کہا کرتے کہ مولانا عمر نعیمی تو حسبِ ضرورت اپنی سرگرمیاں جاری رکھتے ہیں)۔

خدمت خلق ورفاہی کام

سطورِ بالا میں درج کاموں کے علاوہ والد محترم کا مطمحِ نظر اپنے شاگردوں اور معتقدین کو مضمون نگار بنانا تھا، کبھی اُن کی نو تصنیف کتابوں اور مضامین کی اِصلاح آپ کا اضافی مشغلہ تھا۔

لباس

تاج العلماء سادہ زندگی گزارا کرتے تھے، ان کا لباس سفید کُرتا اور سفید پاجامہ

ہوا کرتا تھا، سردی میں عمامہ اور گرمی میں گول کلف دار ٹوپی اور ناگرہ جوتی، سردی میں گرم شیروانی اور گرمی میں موسم کے مطابق ہلکے رنگ کی۔ خود بھی سادگی اختیار کرتے اور دوسروں کو بھی اسے اختیار کرنے کی تعلیم دیتے، البتہ بھڑک دار لباس زیبِ تن کرنے کو ناپسند فرماتے تھے۔

اولاد احفاد

اللہ تعالیٰ نے آپ کو بیٹوں اور بیٹیوں کی نعمت سے نوازا تھا۔ چنانچہ آپ کے ہاں پانچ بیٹے اور دو بیٹیاں ہوئیں، بیٹوں کے نام یہ ہیں۔

۱۔ مفتی محمد اطہر نعیمی

پیدائش: ۲۷ شعبان المعظم ۱۳۴۵ھ

۲۔ حافظ محمد ازہر نعیمی

پیدائش: ۱۰/ ذی الحجہ ۱۳۴۹ھ

۳۔ محمد اطیب

پیدائش: ۱۰/ جمادی الاخریٰ ۱۳۵۲ھ

۴۔ محمد طیب

پیدائش: ۲۶/ شعبان المعظم ۱۳۵۵ھ

وفات: رمضان المبارک ۲۰۱۷ء

۵۔ محمد طاہر

پیدائش: ۱۵/ رجب المرجب ۱۳۵۸ھ

تاج العلما کو یہ سعادت حاصل رہی ہے کہ ان کی تمام اولاد کے نام صدر الافاضل نے تجویز فرمائے۔

وصال

۲۳/ذوالقعدہ ۱۳۸۵ھ مطابق ۱۷/مارچ ۱۹۶۶ء بروز جمعرات، کراچی میں واصل بحق ہوئے۔ جنازے میں عوام وخواص کی کثیر تعداد نے شرکت کی، نمازِ جنازہ کی امامت کے سلسلے میں مفتی محمد اطہر نعیمی صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

والد محترم کے انتقال کے بعد جامع مسجد آرام باغ کی خطابت کا مسئلہ بھی تھا۔ یہاں مجھے مولانا عبدالحامد بدایونی یاد آرہے ہیں جب والد صاحب کی نماز جنازہ کے لیے ناظم آباد نمبر ۳ عید گاہ جا رہے تھے، تو مولانا نے مجھ سے کہا تھا کہ شیروانی اور عمامہ ساتھ لے لینا میرے علاوہ میرے چھوٹے بھائی حافظ محمد ازہر مرحوم سے بھی کہا وہ مجھ سے کہنے لگے کہ مولانا بدایونی نے عمامہ اور شیروانی کے لیے کہا ہے۔ غرض یہ کہ شیروانی اور عمامہ ساتھ لے لیا گیا، جنازہ گاہ پہنچ کر مولانا بدایونی نے جنازہ کے قریب کھڑے ہو کر اعلان کیا کہ نمازِ جنازہ مولانا مرحوم کے بڑے صاحب زادے مولانا محمد اطہر نعیمی پڑھائیں گے جو مفتی صاحب کا بیٹا ہونے کے علاوہ ماشاء اللہ عالم بھی ہیں۔ چنانچہ نمازِ جنازہ میں نے پڑھائی۔
آپ کا مزارِ مبارک مسجد دارالصلوٰۃ ناظم آباد نمبر ۴، کراچی میں ہے، تاریخِ وصال "مفتیِ جنت محمد عمر" (۱۳۸۵ھ) ہے۔

تواریخ وقطعات تاریخ وصال

استاذ الشعراء مولانا ضیاء القادری بدایونی مدفیضہ نے اپنی قلبی کیفیات کا اِظہار یوں کیا:

تواریخ نوائے ملال!

۸۵ ھ ۱۳

بسالِ وصال انتقالِ پُر ملال عالمِ بے مثال 'تاج العلماء' سراج الفقہاء
حضرت مولانا مفتی محمد عمر صاحب نعیمی اشرفی قادری مرادآبادی قدس سرّہٗ

حیف صد حیف کہ مولانا عمرؔ — چھوڑ کر مجلسِ عالم کہیے
عازمِ گلشنِ فردوس ہوئے — سب کو ہے یہ غمِ پیہم کہیے
وہ مُفسّر تھے، محدث تھے، وہ — آپ تھے دین کے ہمدم کہیے
شیخِ کُل عارف وعالم تھے حضور — تھے وہ اُستادِ مکرم کہیے
اے ضیاء! سالِ وصالِ مرحوم — 'قطبِ ربّانی اعظم' کہیے

۸۵-----ھ-----۱۳

دیگر

عالمِ ذی جاہ مولانا عمر — تھے سراجِ علم مثلِ مہر و مہ
اے ضیاء! ہے آپ کا سالِ وصال — عالی ہمّت رحمۃ اللہ علیہ

۸۵------ھ------۱۳

دیگر

ہیں رواں جنت کو مولانا عمر — مبتلائے رنج وغم ہیں، نیک و بد
مدرسے میں کل جو تھے استادِ عصر — قبر میں ہے، آج وہ نوری جسد
وہ مفتی، وہ محدث، وہ فقیہ — دُور از عمرِ نکو قیدِ حسد
درس اور تدریس معمولِ مدام — اہلِ سُنت کے معاون اور ممد
تا ابد یا رب! رہیں وہ شاد کام — اُن پہ رحمت روز ہو زیرِ لحد

بے سروپا ہیں قضا سے اے ضیاء!	شغل و عقل و نفس اور زُہد و خرد

۲۰۰+۵+۸۰+۱۰۰+۱۰۰۰

=۸۵ـــــــــھــــــــــ۱۳

دیگر

(برائے قبر)

شد چو مولینا عمر خلدِ مکیں | یک جہاں در غمِ اُو شد رنجور
عیسوی سَن بہ زبانِ ہاتف | معتصم گفت ضیاء شد مغفور

۶۴۰ــــــــــ+ــــــــــ۱۳۲۶

=۶۶ــــــــــھــــــــــ۱۹

دیگر

مولینا عمر نعیمی فردوس مکیں | شیخِ اکبر، شیخِ اعظم
گو سال ضیاءؔ صالح ہادی | مَوْتُ الْعَالِم مَوْتُ الْعَالَم

+ ۱۴۹ــــــــــــــــ | ــــــــــــــــ=۱۳۳۶

۸۵ــــــــــھــــــــــ۱۳

دیگر

میرِ جنت عمر نعیمی ہیں | عرش کے تاجدار کے محتاج
خلد مسکن جناں نشیمن ہیں | لے رہے ہیں وہ اہلِ حق سے خراج
مستحق عطائے رحماں تھے | تھے وہ شیدائے صاحبِ معراج
سالِ رحلت بزرگ دوراں کی | سوچیے کچھ بطور رسم ورواج
وادیِ خلد میں بزرگ شہر | ہیں محمد عمر نعیمی آج

ــــــــــــــ۷۳۴ـــ+ | ـــ۶۵۱=ـــــ۱۳۸۵ھ

دیگر

مولانا، ضیائے بینوا کے لا ریب تھے مونسِ قدیمی
تھے آپ مدرس ومفسر آئینۂ عظمتِ عظیمی
اِتمام علومِ درسیہ کے بے شُبہ تھے ثانی تمیمی
تاریخِ وصال اُن کی کہیے تھے 'صدق اثر عمر نعیمی'

---۸۵ ---ھ ---۱۳

نذرِ عقیدت

منجانب ناصر الاسلام الحاج سید محمد عبدالسلام قادری باندوی

مادہ ہائے تاریخِ وصال تاج العلماء مولانا مفتی محمد عمر نعیمی مراد آبادی، محدثِ کراچی قدس سرہ

مطابق ۱۳۸۵ھ "مفتی جنت محمد عمر"

۸۵-ھ-۱۳

خدا کے پاس لیے قلب کو سلیم گئے کرم کے سایہ میں رہ کر رہِ کریم گئے
نعیمیت میں فنا ایسے تھے وصال کے بعد عمر نعیمی سوئے جنتُ النعیم گئے
جنابِ مفتی محمد عمر نے رحلت کی جدائی سے ہمیں اپنے کیے ایلم گئے
فنا تھے مُرشد واُستاد کی جو اُلفت میں قریب صدرِ افاضل کے وہ ندیم گئے
اشرفیو! رضویو! نعیمیت کے ہمیں فیوض دینے یہاں پر جو تھے مقیم، گئے
ہزار حیف کہ روحِ روانِ بحرِ علوم بنا کے سیکڑوں عالم سوئے علیم گئے
"نعیمیہ عُمریہ" ہو اب مدرسہ کا نام کہ یادگار ہمیں دے کے ایک قدیم گئے
فنا کی منزلیں کیں پاس سب بقا کے لیے ز ملکِ فانی بہ باقی و مستقیم گئے
امین ووارثِ علمِ نبی ودولتِ دیں زعیم ملتِ بیضاء، رہِ زعیم گئے

نعیمی نعمتیں لینے بسنِ ہجری سلام
عمر نعیمی بخلد جہانِ نعیم گئے

۸۵-------ھ-------۱۳

بنا سنِ رحلت ہے، اُن کا دگر نعیمی ہے فردوس مفتی عُمر

۸۵ــــــــــھــــــ۱۳

ہوا تیسرا سنِ مفتی عمر سپرد بہشتی محمد عمر

۸۵ــــــــــھــــــ۱۳

ہے تاریخ رابع بوقتِ سفر نکھار بہشت محمد عمر

۸۵ــــــــــھــــــ۱۳

ہے تاریخ پنجم یہ مدِ نظر ۔ کر نہا بہشت محمد عمر

۸۵ــــــــــھــــــ۱۳

دیگر مادہ ہائے تاریخ

مندرجہ ذیل مادہ ہائے تاریخِ وصال مفتی محمد عمر صاحب نعیمی کے لیے ہیں، شعرائے کرام گرہ لگا کر قطعات ادارہ "سوادِ اعظم" لاہور یا دیگر اخبارات ورسائل میں شائع فرمائیں، اسی غرض سے یہ مادے نکالے گئے ہیں۔

راقم فقیر سید محمد عبدالسلام القادری باندوی غفرلہ

انعام باد خلد محمد عمر نعیمی ۱۳۸۵ھ	قدر محمد عمر پائے بجنت النعیم ۱۳۸۵ھ
بعزت محمد عمر جنتی ہو گئے ۱۳۸۵ھ	ساکن ہوئے جناں میں جو مفتی عمر نعیمی ۱۳۸۵ھ
صبح عمر نعیمی لائقِ جنت النعیم ۱۳۸۵ھ	عمر نعیمی گوہرِ جنت النعیم ۱۳۸۵ھ
جنت امان مفتی عمر ۱۳۸۵ھ	مابین فردوس مفتی محمد عمر ۱۳۸۵ھ
قباء فردوس مفتی محمد عمر ۱۳۸۵ھ	بقاء فردوس مفتی محمد عمر ۱۳۸۵ھ
مفتی عمر نعیمی جناں دار مید ۱۳۸۵ھ	حصۂ فردوس مفتی محمد عمر ۱۳۸۵ھ
خلد محاصل محمد عمر نعیمی ۱۳۸۵ھ	صمصامِ خلد عمر نعیمی ۱۳۸۵
بسپر جنت نعیم عمر نعیمی ۱۳۸۵ھ	وہاجِ فردوس مفتی عمر نعیمی ۱۳۸۵ھ
مقبولِ بہشت عمر نعیمی ۱۳۸۵ھ	یعقوبِ بہشت عمر نعیمی ۱۳۸۵ھ

جلیس فردوس مفتی محمد عمر ۱۳۸۵ھ	جناں راس مفتی عمر نعیمی ۱۳۸۵ھ
برندۂ جناں مفتی عمر نعیمی ۱۳۸۵ھ	صمصامِ جناں مفتی عمر نعیمی ۱۳۸۵ھ
صفیِ جنت نعیم محمد عمر نعیمی ۱۳۸۵ھ	خلد راس عمر نعیمی ۱۳۸۵ھ
خلد دارمید عمر نعیمی ۱۳۸۵ھ	زیانِ خلد عمر نعیمی ۱۳۸۵ھ
خلد اسر عمر نعیمی ۱۳۸۵ھ	فتوحات عمر نعیمی ۱۳۸۵ھ

قطعاتِ تاریخی عالم وجیہ

۶۶----ء----۱۹

علمِ بدیع "تاج العلماء" محمد عمر نعیمی!

۸۵------ھ------۱۳

از فقیرِ نعیمی غلام معین الدین مخدوم

مدیر "سوادِ اعظم" لاہور

ز دارِ فانی بسوئے جنت، برائے رویت حبیب اکرم

فقیہ و مفتی، محدث اعظم کہ ذات بودش وقارِ مسلم

معینِ محزوں بچشمِ گریاں بگفت سالِ وصالِ بیچوں

بمدحِ مولیٰ روانہ گردد، عمر نعیمی بنزدِ مُنعَم!

۸۵-----------ھ-----------۱۳

دیگر

در صنعت صوری و معنوی بتعمیۂ داخلہ

وہ تاجدارِ ملت وہ فاضلوں کے سرور — سوئے جناں سدھارے حضرت عمر نعیمی

صوری و معنوی سَن مخدوم مع "جناں" لکھ — چوبیس ذیقعد کی، سَن تیرہ سو پچاسی

۱۰۴ + ۶۲ ۱۸ = ۶۶ ء ۱۹

زبدۂ اولیاء عمر نعیمی

۱۳---ھ---۸۵

از مولانا غلام قطب الدین احمد نعیمی برکاتی اشرفی
(برادر مولانا غلام معین الدین نعیمی)

بپا ہے اہلِ سُنن میں ماتم عمر نعیمی عمر نعیمی
غریب پرور تھے سب کے ہمدم عمر نعیمی عمر نعیمی

جہانِ عالَم کے تاجور تھے شہِ عرب کے پیامبر تھے
عدو کے حق میں تھے شیرِ ضیغم عمر نعیمی عمر نعیمی

حَسین منظر حَسین محفل، وہ بحث وتمحیص کے مناظر
رہے نہ زخمی دلوں کو مرہم عمر نعیمی عمر نعیمی

تمہارے علم و ہنر کے آگے نہ پیش جاتی کسی کی ہرگز
فنا تھے باطل کے سارے دم خم عمر نعیمی عمر نعیمی

علوم وحکمت کے تم تھے مخزن ہر ایک باطل کے جانی دشمن
عدو بھی اب ہے بچشمِ پُرنم عمر نعیمی عمر نعیمی

وہ دینِ قیّم کے سچے خادم، علاء حق کے نڈر سپاہی
خطیب و مفتی، فقیہِ اعظم عمر نعیمی عمر نعیمی

خیال تاریخِ وصلِ حق کا، جو دل میں آحمد نعیمی آیا
پکارا ہاتف سراجِ عالَم عمر نعیمی عمر نعیمی

۱۳-------ھ-------۸۵

منقبت

شیدائے مصطفیٰ ہیں محمد عمر نعیمی ۔۔۔ مداح کبریا ہیں محمد عمر نعیمی
دل بند مرتضی ہیں محمد عمر نعیمی ۔۔۔ فرزند فاطمہ ہیں محمد عمر نعیمی
حسنین کی ادا ہیں محمد عمر نعیمی ۔۔۔ اصحاب کی رضا ہیں محمد عمر نعیمی
ہادی و رہنما ہیں محمد عمر نعیمی ۔۔۔ مفتی و مقتدا ہیں محمد عمر نعیمی
تھے آفتاب وہ دین مبین کے ۔۔۔ اسلام کی ضیا ہیں محمد عمر نعیمی
حق دین وحق نما ہیں محمد عمر نعیمی ۔۔۔ آئینہ غوث کا ہیں محمد عمر نعیمی
گلزار اشرفی کی شاخ نعیمیہ کا ۔۔۔ ایک پھول خوشنما ہیں محمد عمر نعیمی
ہمدرد و بے نوا ہیں محمد عمر نعیمی ۔۔۔ بیکس کا آسرا ہیں محمد عمر نعیمی
خلق خدا کے واسطے حق سے تمام عمر ۔۔۔ کرتے ہیں دعائیں محمد عمر نعیمی
شہدا کربلا معلیٰ کے نام پر ۔۔۔ قربان کے ثنا ہیں محمد عمر نعیمی

۸۵ـــــھـــــ۱۳

قطعۂ تاریخ

از حضرت ابوالمخدوم صوفی صابر اللہ شاہ اشرفی نعیمی صاحب

روانہ گردد بسوئے جنت کہ دارِ فانی نکو نیامد
جنابِ حضرت عمر نعیمی امامِ دوراں فقیہِ اعظم
بسالِ وصلش بگفت صابر بچشمِ پُرنم باہ وزاری
مُنیبِ مُنعم عمر نعیمی جناں بیاہد ز ربِ اکرم

۸۵ـــــــــھـــــــــ۱۳

❀❀❀

اہل علم اور دار العلوم نعیمیہ کراچی

سے وابستگان کے لیے خوشخبری

1973ء تا 2019ء دار العلوم نعیمیہ کراچی کے

بانیان، اساتذۂ کرام اور نامور فضلاء

کی حیات و خدمات کا ایک حسین و جمیل تذکرہ

تاریخ دار العلوم نعیمیہ کراچی

تصنیف

حضرت علامہ جمیل احمد نعیمی ضیائی مدظلہ العالی

(اُستاذ الحدیث و ناظم تعلیمات دار العلوم نعیمیہ)

ترتیب و تدوین

مولانا محمد ناصر خان چشتی

فاضل دار العلوم نعیمیہ کراچی

ان شاء اللہ العزیز بہت جلد شائع ہو کر منصۂ شہود پر ہوگی۔

فقیہِ ملت، مفکر اسلام، عاشق رسول، ترجمان اہلسنّت، مفتی اعظم پاکستان

پروفیسر مفتی منیب الرحمٰن صاحب مدظلہ العالی

کی عظیم علمی، ادبی، اور ملی و دینی خدمات اور سیرت و کردار پر مشتمل مستند و معتبر سوانح حیات اور مکمل دستاویز الموسوم بہ

حیات مفتی اعظم پاکستان

تحریر و تحقیق

مولانا محمد ناصر خان چشتی (فاضل دار العلوم نعیمیہ کراچی)

ترتیب و تدوین اور کمپوزنگ کے مراحل میں ہے، ان شاء اللہ العزیز بہت جلد زیورِ طبع سے آراستہ ہوگی